تمہارے درمیان فضیلت اور اکرام کا معیار تقویٰ ہے، نہ کسی عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت ہے

عام انسانوں پر رحم وکرم

اسلام دین رحمت ہے، اس لئے اس کی تعلیمات میں صرف اسلام کے ماننے والوں پر رحم وکرم کی تعلیم نہیں بلکہ بلاتفریق قوم ومذہب تمام انسانوں پر رحم وکرم اس کی خصوصیات میں داخل ہے، اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب میں یہ تصور ناپید ہے، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

الراحمون یرحمھم الرحمن،ارحموامن فی الارض یرحمکم من فی السماء(بخاری شریف)

"رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم کرتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔"

اسلام میں مذہبی آزادی کا تحفظ

آج پروپیگنڈے کے ذریعے تعلیمات اسلام کے برخلاف، ان چہروں کو جن کی اسلام سختی سے مخالفت کرتا ہے، اسلام کی طرف منسوب کرکے، اسلام کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے، انہیں غلط منسوب کردہ چیزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسلام بزور شمشیر دنیا میں پھیلا ہے، اوراسلام نے انسانوں کی مذہبی آزادی کا لحاظ نہیں کیا اور لوگوں کو دین اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا، یہ اسلام پر بڑا بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے اسلام نے بنی نوع انسان کی مذہبی آزادی کا جتنا تحفظ کیا ہے، اس کا دوسرے مذاہب میں تصور بھی نہیں۔

اسلام سے پہلے تو مذہب قبول کرنے کے سلسلے میں اس قدر تعصب وتشدد برتا جاتا تھا، کہ انکار کی صورت میں منکر کو درندوں کے آگے ڈال دیا جاتا، آگ میں بھون دیا جاتا، کھولتا تانبا ان کے اوپر ڈال دیا جاتا، لیکن اسلام نے مذہب کے تئیں بڑی وسعت ظرفی سے کام لیا، اور ہر شخص کو مذہب کے سلسلے میں، مکمل آزادی دے کر اعلان کردیا

لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (البقرۃ: ۳٤)

"دین کے سلسلے میں کسی طرح کی کوئی زور زبردستی نہیں ہے، ہدایت یقیناً گمراہیوں سے ممتاز ہوچکی ہے"

قرآن کریم میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے:

فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ (الغاشیہ: ۲۱،۲۲)

"کہ آپ تو صرف نصیحت کرنے والے ہیں، زور زبردستی کرنے والے (داروغہ) نہیں"

اسلامی قانون میں مذہبی آزادی اوررواداری کی حسب ذیل اہم بنیادیں ہیں، جوقرآن کریم کی نصوص سے ماخوذ ہیں:

(۱) تمام سماوی مذاہب وادیان کا سرچشمہ ایک ہے ،ارشاد ربانی ہے:اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے، جس کاحکم نوح علیہ السلام کودیا گیا،اورجس کاحکم آپ کوبھی دیا گیااورجس کاحکم ہم نے ابراہیم علیہ السلام اورموسیٰ علیہ السلام اورعیسیٰ علیہ السلام کوبھی دیا ہے کہ قائم کرودین کواوراس میں اختلاف نہ کرو:(شوریٰ:۱۳)

(۲) تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے ،انمیں تفریق درست نہیں، (البقرۃ:۱۳۶)

(۳) دین میں جبر واکراہ وزبردستی نہیں دین ومذہب کے اختیارکرنے کامعاملہ ہرانسان کی رضااوررغبت پرموقوف ہے۔(البقرۃ:۲۵۲،یونس:۹۹)

(۴) تمام ادیان کی عبادت گاہیں اورمذہبی مقامات،قابل احترام ہیں انکی حمایت اوردفاع ضروری ہے،(الحج:۴۰)

(۵) دیگرمذاہب کےمعبودوں کوبرانہ کہاجائے۔(الانعام:۱۳)

(۶) مذہبی اختلاف کی بنیاد پرایک دوسرے کوقتل کرنے یاایک دوسرے پرتعدی کرنے سے منع کیاگیاہے اورنیکی کے کاموں کوفروغ دینے اوربرائی کومٹانے میں باہمی تعاون پر زور دیا گیاہے،(المائدہ:۲)

(۷) دنیاوی زندگی میں لوگوں کوایک دوسرے پرفضیلت دیے جانے کامعیار اورخود اللہ تعالیٰ کے نزدیک معیارفضیلت ، پاکبازی ،تقویٰ شعاری ، نیکی وبھلائی ، کے کاموں میں سبقت ہے(الحجرات:۱۳)

(۸) دنیوی ومذہبی اختلاف، نیکی،صلہ رحمی،اورضیافت ودل داری ،میں حائل نہ ہونا چاہئے(المائدہ:۵)

(۹) ایک دوسرے کے مذاہب سے متعلق مذاکرات اور بحث ومباحثہ اچھے اسلوب میں احترام کی حدود میں رہ کرکیاجاناچاہئے۔(العنکبوت:۴۶)

(۱۰) دیگر مذاہب والوں کے بارے میں بھی عدل واعتدال پر قائم رہنا ضروری ہے(المائدہ:۱)

اسلام میں غیر مسلم رعایا کے ساتھ رواداری

اسلام عالمی مذہب ہے ،اسلئے اس نے غیر مسلم اقوام اور رعایا کے ساتھ مثالی رحم وکرم ، مساوات وہمدردی کا معاملہ کیا ہے۔اسلام نے ریاست میں قیام پذیر رعایا کے متعلق ان کی جان ، مال ،عزت ،آبرو، اور مذہبی آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی ہے ، اگر کوئی مسلمان ان پر ظلم کرے تو اسے مسلمان پر ظلم کرنے سے زیادہ سخت سمجھا گیا ہے۔ابن کثیر میں روایت ہے ،جوشخص معاہدہ شدہ غیر مسلم کو قتل کرے گا ،وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم رہے گا۔اسلامی دور میں غیر مسلم رعایا کو بھی اتنی آزادی حاصل تھی ،کہ ان کی تعلیمی ادارے آزاد ہوتے اور ان کے شخصی قوانین کیلئے عدالتیں بھی آزاد رہتیں ، ان کو مکمل مذہبی آزادی حاصل ہوتی تھی۔اسلام نے غیر مسلموں کو کس قدر اپنے مذہب کے تئیں آزادی دے رکھی تھی ،وہ عیسائیوں کے ساتھ اس معاہدے سے صاف عیاں ہے۔

معاہدے کی دفعات درج ذیل ہیں

(۱) ان کی جان محفوظ رہے گی۔

(۲) ان کی زمین جائداد اور مال وغیرہ ان کے قبضے میں رہیں گے۔

(۳) ان کی کسی مذہبی نظام میں تبدیلی نہ کی جائے ،مذہبی عہدے دار اپنے اپنے عہدے پر برقرار رہیں گے۔

(۴) صلیبوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے گا۔

(۵) ان کی کسی چیز پر قبضہ نہ کیا جائے گا۔

(۶) ان سے فوجی خدمت نہ لی جائے گی۔

(۷) اور نہ پیداوار کا عشر لیا جائے گا

(۸) ان کے معاملات اور مقدمات میں پورا انصاف کیا جائے۔

(۹) ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے گا۔

(۱۰) سودخوری کی اجازت نہ ہوگی۔

(۱۱) کوئی ناکردہ گناہ اور بری شخص کسی مجرم کے بدلے میں نہ پکڑا جائے گا۔

(۱۲) اور نہ کوئی ظالمانہ زحمت دی جائے گی۔ (دین رحمت :۲۳۹)فتوح البلدان بلاذری)

مذکورہ بالاحقوق جو اسلام نے دیگر اقوام ورعایا کو عطا کئے ہیں ،ان سے زیادہ حقوق تو کوئی اپنی حکومت بھی نہیں دے سکتی ،جو غیر مسلم اسلامی حکومت میں رہتے ہیں ان کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ورسول کی پناہ میں ہیں ، اس لئے ان کو ذمی کہا جاتا ہے،اسلامی قانون یہ ہے، کہ جو غیر مسلم

(ذمی) مسلمانوں کے ذمے داری میں ہیں ان پر کوئی ظلم ہوتو اس کی مدافعت مسلمانوں پر اس طرح لازم ہے ،جسطرح خود مسلمانوں پر ظلم ہوتو اس کا دفع کرنا ضروری ہے (المبسوط للسرخسی: ۸۵۱)

وطن کی محبت اسلام میں

آج کچھ شرپسند عناصر یہ واویلا مچاتے رہتے ہیں، کہ مسلمانوں کو وطن سے محبت نہیں ، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں، کہ وطن سے محبت ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنے والے تم کون ہوتے ہو؟ اس کام کا ٹھیکہ تمہیں کس نے دیا ہے؟ وطن سے خود ہی پوچھو! وطن کا چپہ چپہ ہماری محبت کی گواہی دے گا، وطن کی مٹی سے ہمارے لہو کی خوشبو آئے گی، وطن کو زینت بخشنے والی عمارتوں میں تمہیں ہماری صورت دکھے گی، وطن کی حفاظت کی خاطر قربان ہونے والوں میں سے ہم ہی سرفہرست ملیں گے اور کیوں نہ ملیں ، ہندوستان ہمارا ہے ،ہم نے آٹھ سو سال تک یہاں حکومت کی ، اسے اپنے خون پسینے سے سینچا اور اسے سونے کی چڑیا بنایا، اور اس قدر ترقی کے بام عروج تک پہنچایا، کہ تمہارے مسیحا انگریز، اسے لوٹنے یہاں پہنچ گئے اور یہاں کے مال و دولت کو اپنے ملک میں بٹورنا شروع کردیا، اور وہی کام آج تم کر رہے ہو، کہ عوام کی گاڑھی کمائی کو غیر ملکی بینکوں میں منتقل کر رہے ہو،

سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں،''تم زمین میں ہی زندگی بسر کروگے ، اور زمین میں ہی مروگے اور زمین سے ہی نکالے جاؤگے'' ظاہری سی بات ہے ، جس زمین سے ہمارا خمیر بنا، جہاں ہم پیدا ہوئے ، زندگی بسر کر رہے ہیں، اور جہاں ہمیں آخری سانس لینا ہے اس سے محبت تو فطری امر ہے، اس لئے مسلمانوں میں یہ حکیمانہ جملہ بڑا مشہور ہے، حب الوطن من الایمان وطن کی محبت ایمان کا تقاضا ہے۔

مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا وطن سمجھ کر یہاں ۸۰۰ سو سال حکومت کی ، اس لئے کہ ان کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ ملک ان کا نہیں کیونکہ مسلمان کا عقیدہ ہے کہ ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ہے ، اس لئے وہ جہاں پہنچے اسے اپنا وطن سمجھا ، وہاں کے باسیوں کو اپنا بھائی جانا اور بلا تفریق قوم وملت بلا اختلاف دین وملت انہیں گلے لگایا، اور ایک انسانی درجہ دیا اور اس پر زندہ ثبوت آج برادران وطن کا وجود ہے ، کہ وہ ۸۰۰ سو سالوں تک امن وسکون سے رہے ، بلکہ انہیں اپنے راجاؤں سے زیادہ محبت وشفقت مسلم بادشاہوں سے ملی اور آج زمام حکومت ان کے ہاتھ میں آئے ہوئے ۱۰۰ سال بھی نہیں ہوئے ، ملک کی حالت کیا سے کیا ہوگئی انہوں نے مذہبی سیاست شروع کردی ، مسلمانوں پر ان کے وطن کو تنگ کردیا، زبردستی بلا کسی وجہ اور ثبوت کے انہیں باغی اور دیش دورہی کہنے لگے کہ کم از کم ہمارے اس عمل سے تو یہ مسلمان ہندوستان کو کسی درجہ میں اپنا وطن نہ سمجھیں، لیکن یاد رہے کہ یہ ملک ہمارا تھا، ہے اور رہے

گا،اس کی ترقی ہمارے ہی وجود سے ہے۔

مسلم بادشاہوں کا نظام حکومت اوران کی رواداری

اسلام نے تقریبا ۱۳۰۰ سال پوری دنیا کوامن وامان کا گہوارہ بنائے رکھا،لیکن امن کے دشمنوں کو یہ راس نہ آیا اورانہوں نے خلافت اسلام کوختم کرکے،جمہوریت کے نام پردینا درحقیقت اپنی ڈیکٹیٹری دی، بس انداز کچھ بدلا ہواہے،اوراس کے بعد پوری دنیا کاجوحال ہے،وہ آنکھوں دکھ رہاہے،ٹیکنالوجی کا نام امن نہیں،انسانی جان ومال اورانسانی احترام کانام امن پسندی ہے۔

بہر حال! میں اختصاراً ہندوستانی بادشاہوں میں سے صرف اورنگزیب عالم گیر کی رواداری کوذکرکرنے پراکتفا کروں گا،تاکہ برادران وطن کومعلوم ہوجائے،کہ جسے یہ ظالم وجابر کہتے ہیں، ہندومذہب کادشمن قرار دیتے ہیں،انہوں نے ان کیلئے کیا کچھ کیا۔

حضرت سلطان اورنگزیب عالم گیر رحمۃ اللہ کی رواداری

آپ کا نام نامی اسم گرامی سلطان محی الدین محمد اورنگزیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ ہے،آپ کی حکومت ۱۶۵۸ء تا ۱۷۰۷ء ۵۰ سال رہی۔

میں یہاں چندلوگوں کی تحریر کااقتباس پیش کرنے پراکتفاء کرتاہوں۔

(۱) الیگزنڈرہملٹن اپنے سفر نامے میں تحریر کرتاہے،ریاست (اورنگزیب رحمہ اللہ) کامسلمہ مذہب اسلام ہے،لیکن اگرتعداد میں دس ہندوہیں،توایک مسلمان ہے،ہندوؤں کے ساتھ ان کے مذہبی امور میں پوری رواداری برتی جارہی ہے،وہ اپنے تہواروں کواسی طرح مناتے ہیں،جیسے اگلے زمانے میں۔

(۲) پنڈت سندرلال صاحب الہ آبادی لکھتے ہیں:اکبر،جہاں گیر،شاہ جہاں اوران کے بعداورنگزیب رحمہ اللہ کے تمام جانشینوں کے زمانے میں ہندواورمسلم یکساں حیثیت رکھتے تھے،دونوں مذاہب کی مساویانہ توقیر کی جاتی تھی،اورمذہب کیلئے کسی کیساتھ کسی قسم کی جانب داری نہ برتی جاتی تھی۔

(۳) پارلیمنٹ میں پروفیسر بشمبر ناتھ پانڈے کی ایک تاریخی تقریر کااقتباس: نصاب کے سلسلے میں اظہار خیال کرتے ہوئے،انہوں نے کہا،بدقسمتی سے ہمارے اسکولوں،کالجوں،میں گذشتہ کئی نسلوں سے،جو کتابیں پڑھائی جارہی ہیں،وہ یورپی مصنفوں کی لکھی ہوئی ہیں،ان کتابوں میں ہندواورمسلمان کے خلاف تشددآمیز رویے کوگڑھ کربیان کیا گیاہے،اوربتایا گیاہے کہ وہ کس طرح ایک دوسرے کے علاقے کولوٹ

مار کر مذہبی تعصب دکھاتے تو اور خاص طور پر یہ بتایا گیا کہ مسلمان ہندوں کے کلچر کو تہس نہس کرنے میں مشغول رہے، اس زہر کا نتیجہ ہے، جو آج برادران وطن مسلمانوں کو ڈسنے کیلئے تیار ہیں۔

حضرت اورنگزیب رحمہ اللہ کی جانب سے مندروں کیلئے جاگیریں

پروفیسر این پانڈے بیان کرتے ہیں، جب میں الہ آباد میونسپلٹی کا چیرمین تھا، تو میرے پاس ''سیمشورناتھ'' مہادیو مندر کی جاگیر کا جھگڑا آیا، اس کے ۲ دعوے دار ہوگئے، ایک نے جب اپنی دستاویز پیش کی، جو اس کے خاندان میں محفوظ چلی آرہی تھی، تو میرے تعجب کی انتہاء نہ رہی، یہ اورنگزیب کا جاری کردہ فرمان تھا، جس کی رو سے مندر کو ایک جاگیر اور کچھ نقدی عطا کی گئی تھی۔

آخری پیغام

آخر میں مَیں یہی کہوں گا، کہ اسلام دشمنی چھوڑ کر، دنیا کو امن کی راہ پر لانے کیلئے نظام اسلام کو اپنائے بغیر چارۂ کار نہیں، یا کم از کم اس کے مطابق نظام بنایا جائے، تعلیمات اسلام کی طرف رجوع کیا جائے، اس کا مطالعہ کیا جائے، اور لوگوں میں اسلامی رواداری، اخوت و بھائی چارگی، ہمدردی و انکساری کی تعلیم دی جائے، تب ہی امن قائم ہوگا ورنہ قیام امن مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔

دل پر ہاتھ رکھ جواب دیں

آپ کو دوسروں کے کہنے اور میڈیا کے پروپیگنڈے پر کان دھرنے کی کیا ضرورت ہے؟ عموماً آپ کا اٹھنا بیٹھنا، رہنا سہنا مسلمانوں کے ساتھ ہے، لین دین، معاملات، مسلمانوں کے ساتھ ہیں، کیا آپ ایک بھی مثال دے سکتے ہیں، کہ کسی سچے پکے باشرع مسلمان نے (جس حلیہ کو میڈیا نے دہشت گرد باور کرایا ہے) آپ کو کبھی تکلیف دی ہو، آپ کا مال ہڑپا ہو، آپ کی بہو بیٹی پر نیت خراب کی ہو، چہ جائے کہ آپ کی جان کے پیچھے پڑا ہو، ایسا ممکن ہی نہیں اسلامی تعلیم میں یہ چیزیں ہے ہی نہیں، اسلام نے اس پر بڑی سخت سزا سنائی ہے، اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ کسی کی زبان اور ہاتھ سے کسی دوسرے کو تکلیف نہ پہنچے۔

اگر امن قائم کرنا ہے تو اسلامی تعلیم کو عام کرنا ہوگا، اسلامی تعلیم کو اپنانا ہوگا، اسلامی تعلیم کو رواج دینا ہوگا۔

جناب علی عمران
ممتاز کالم نگار، بلاگر

غامدی یا امریکی بیانیہ؟

زیر نظر مضمون علماء دیوبند پر غامدی طبقہ فکر کی طرف سے جواب میں لکھا گیا ہے، جس میں ان کے نقطہ نظر کا جواب دیا گیا ہے، یہ مضمون عصر حاضر کے حوالے سے انتہائی اہم اس لئے بھی ہے کہ حال ہی میں وزیر اعظم میاں نواز شریف نے بھی اس لہجے میں مدارس، علماء اور مذہبی جماعتوں کو مخاطب کرنا شروع کیا ہے جو دراصل مغربی ایجنڈے کی تکمیل ہے۔ زیر نظر مضمون میں ان تمام مباحث کو تفصیل سے بیان کیا ہے......... (ادارہ)

چند سال قبل جامعہ اشرفیہ میں علمائے دیوبند کی ایک کانفرنس کے اعلامیے پر جناب حسن الیاس کا تنقیدی مضمون دیکھا، آنجناب کی اصل خوبی یہی ہے کہ جناب جاوید غامدی صاحب کے داماد ہیں، اور جیسے غامدی صاحب کو دین کے کسی بھی اصول اور کسی بھی شخصیت پر تنقید کرنے کا کھلا اختیار حاصل ہے، داماد بھی اس حق کا دعویدار ہے کہ آخر داماد کس کا ہے؟

مضمون پڑھا، تو لب خنداں سے بے اختیار آہ نکل گئی! مغالطہ در مغالطہ کا مجموعہ اور فریب نظر کا ایک ایسا شاہکار، جس پر شاید خود لکھاری نے بھی نظر ثانی کی کوشش نہیں کی، ورنہ وہ خود ہی اسے ڈسٹ بن کی نذر کر دیتا، دوسروں کے الفاظ اور خیالات کو من مانا مفہوم پہنانا اور اپنا مطلب کشید کرنا اور پھر سیدھے سادے مفہوم کو ذو معنی کلام کے ذریعے مشکوک بنانا کوئی اس مضمون میں دیکھے، گلہ مگر ان سے اس وجہ سے نہیں کہ تشکیک پھیلانا اس گروہ کی خاص صفت ہے اور یہ کام پہلے مستشرقین کرتے تھے، مگر جب ان کو خود گھر سے ہی گھر کے لوگ، گھر کے ہی خلاف مل گئے، تو انہوں نے اپنے بوریا بستر لپیٹے اور اپنے اپنے ملکوں کو جا سدھارے، اب ہمارے متجددین اس کام کو بخیر وخوبی انجام دے رہے ہیں۔

حسن صاحب کی یہ ساری کوشش تشکیک پھیلانے اور سیدھے سادے بکرے کو سانڈ بنا کر پیش کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں، انہوں نے علمائے دیوبند کے اس متفقہ اعلامیے پر نکتہ وار تنقید کی ہے، اس عاجز کی عادت جواب در جواب کی نہیں، مگر غامدیت کو پورے تیقن کے ساتھ عصر حاضر کا سب سے بڑا فتنہ سمجھنے کی وجہ سے جواب لکھنا اپنی ذمہ داری سمجھا مگر جواب سے پہلے ایک وضاحت سن لیجیے۔

نظریہ پاکستان

پاکستان کا مطالبہ دو قومی نظریے کی بنیاد پر کیا گیا تھا .پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ! اتنا واضح نعرہ تھا کہ جس کا علم اور جس کا فہم اس وقت بچے بچے کو تھا .ہر کسی کو اس بات کا ادراک تھا کہ پاکستان کی صورت میں ایک ایسا ملک بنایا جا رہا ہے، جہاں پر اسلام اور مسلمانوں کی حکومت ہوگی،علامہ اقبال اور قائداعظم کہہ رہے تھے کہ ہم ایک ایسے قطعہ زمین کے طالب ہیں، جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں. مسلم لیگ کے ہر جلسے میں یہی آواز اٹھتی تھی، ہر اجلاس اس سے گونجتا تھا، ہر لیڈر اور ہر رہنما اسی کی مالا جپتا تھا، پاکستان بنا تو قرار دار مقاصد کے ذریعے طے ہوگیا کہ ملک کا نظم خدائی اصولوں کے مطابق ہوگا، پھر چھپن، باسٹھ اور تہتر کے آئین میں بطور خاص شریعت اسلامی کو نافذ کرنے اور قابل قبول بنانے کے وعدے کیے گئے ہیں .دستوری طور پر طے ہونے کے ساتھ عوامی سطح پر جب بھی سروے ہوا ہے تو 80 سے 90 فیصد لوگوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔حال ہی میں ایک سے زیادہ سروے ہوئے، سامنے آیا کہ قوم اب بھی شریعت ہی کی طالب اور خواہاں ہے۔

علماء دیوبند اور پاکستان کی حمایت

علمائے دیوبند نے اسی بنیاد پر تحریک پاکستان کی حمایت کی تھی، خیبر پختونخوا اور سلہٹ میں تقسیم کے حق میں مہم چلائی تھی اور آج تک اس پر قائم ہیں، پرامن طریقے سے، بغاوت اور فتنے سے بچتے ہوئے، قوم اور امت کے خون سے ہاتھوں کو بچاتے ہوئے، خود قوم کو باشعور بنانا، شریعت کے احکام کو اختیار کرنے کے لیے تیار کرنا اور اپنی تمام صلاحیتوں کو اس کے لیے استعمال کرنا اپنی ضرورت ہی نہیں مقصد بھی سمجھتے ہیں اور عبادت سمجھ کر اس کام کو انجام دیتے ہیں .لہذا اگر وہ دستوری طور پر طے ہونے اور عوامی خواہش کے مسلسل اظہار کے بعد نفاذ شریعت کا مطالبہ کرتے ہیں، تو خود آئین پاکستان ہی کی تکمیل کا مطالبہ کرتے ہیں، پاکستان ہی کی تکمیل کا مطالبہ کرتے ہیں، خصوصا جبکہ شدت پسند تحریکوں کی بنیاد ہی اس بات پر رکھی گئی ہے کہ پاکستان کا آئین اور نظام کفریہ ہے، تو ایسے میں یہ بہترین آپشن ہے کہ ملک کے نوجوان، جو ملک کا روشن سرمایہ بن سکتے ہیں، انھیں کہیں اور بھٹکنے کے لیے چھوڑ دینے کے بجائے ملکی دھارے میں شامل ہونے کیلیے راغب کیا جائے، اس کے لیے عملا نفاذ شریعت کا مطالبہ مناسب بلکہ ضروری ہے۔

عسکریت پسندوں کے امام ایمن الظواہری نے پاکستانی آئین میں دس کے قریب نکات ایسے ذکر کیے ہیں، جن کی بنا پر ان کے نزدیک پاکستانی آئین کفریہ ہے، حالانکہ اسے مولانا مفتی محمود، مولانا شاہ